ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY

AIOU LIBRARY
aioulibrary.com

Name:

Registration No.:

Course Code: 466

Program: B.A

Semester: Autumn 2026

WhatsApp Orders: +92 324 5836626

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کورس: کتب خانوں کی تاریخ بحوالہ پاکستان(466) • سطح: بی اے

سمسٹر: خزاں2026

امتحانی مشق نمبر 2 (یونٹ: 6تا9)

کل نمبر: 100 • کامیابی کے نمبر: 40

حل شدہ اسائنمنٹ گائیڈ

(مطالعہ وحوالہ کے لیے)

AIOU LIBRARY aioulibrary.com

نوٹ: یہ گائیڈ صرف مطالعہ اور حوالے کے مقصد کے لیے تیار کی گئی ہے۔ طلبہ کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ کورس کی کتاب کے متعلقہ یونٹس غور سے پڑھیں، مفاہیم کو سمجھیں اور پھر اسائنمنٹ اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

سوال نمبر 1: طباعت کے فروغ میں حکومت کا کردار اور جدید رجحانات (15 نمبر)

سوال نمبر1: طباعت کے فروغ میں حکومت کا کردار اور جدید رجحانات پر بحث کریں۔(15)

تعارف

طباعت وہ انقلابی فن ہے جس نے کتاب کو اشرافیہ کی محفل سے نکال کر عام گھر تک پہنچا دیا۔ جہاں طباعت ترقی کرتی ہے وہاں تعلیم، صحافت، تحقیق اور کتب خانے سب ترقی کرتے ہیں، اور جہاں یہ صنعت کمزور رہتی ہے وہاں کتاب مہنگی اور نایاب رہتی ہے۔ طباعت کے فروغ میں حکومت کا کردار فیصلہ کن ہوتا ہے کیونکہ کاغذ کی فراہمی، ٹیکسوں کی پالیسی، کاپی رائٹ کا قانون اور سرکاری طباعت کے ادارے سب حکومت کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔ اس جواب میں پہلے حکومتی کردار کے مختلف پہلو بیان کیے جائیں گے اور پھر طباعت کے جدید رجحانات کا جائزہ لیا جائے گا۔

حکومت کا کردار: قانونی و انتظامی فریم ورک

حکومت کا پہلا کام طباعت کے لیے ساز گار قانونی ماحول فراہم کرنا ہے۔ کاپی رائٹ کا مؤثر قانون مصنف اور ناشر کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے، جس کے بغیر کوئی شخص کتاب پر سرمایہ لگانے کا خطرہ مول نہیں لیتا۔ پاکستان میں کاپی رائٹ آرڈیننس 1962ء نے یہ بنیاد فراہم کی۔ اسی طرح پریس اینڈ پبلی کیشنز سے متعلق قوانین، کتابوں کے قانونی جمع (Legal Deposit) کا نظام اور قومی کتابیات کی تیاری حکومت کی ذمہ داری ہے۔ قانونی جمع کے تحت ہر ناشر اپنی نئی کتاب کی مخصوص تعداد قومی کتب خانے میں جمع کراتا ہے، جس سے قومی ادبی ورثہ محفوظ رہتا ہے۔ سنسر شپ اور پابندیوں کی متوازن پالیسی بھی اسی فریم ورک کا حصہ ہے، کیونکہ بے جا پابندیاں صنفِ طباعت کو جمود کا شکار کر دیتی ہیں۔

حکومت کا کردار: مالی معاونت و سہولتیں

دوسرا بڑا کردار مالی ہے۔ کاغذ پر درآمدی ڈیوٹی اور ٹیکسوں میں رعایت کتاب کی قیمت کم کرتی ہے، جبکہ طباعتی مشینری کی درآمد پر سہولتیں صنعت کو جدید بناتی ہیں۔ حکومت درسی کتب کی طباعت کے لیے صوبائی ٹیکسٹ بک بورڈ قائم کرتی ہے تاکہ نصابی کتابیں سستی اور بروقت دستیاب ہوں۔ قومی کتاب فاؤنڈیشن اور اکادمیوں جیسے ادارے معیاری کتابوں کی طباعت پر رعایت دیتے ہیں، کتاب میلے اور نمائشیں منعقد کر کے مطالعے کے رجحان کو فروغ دیتے ہیں۔ سرکاری کتب خانوں، اسکولوں اور جامعات کی طرف سے

اجتماعی خرید کتاب کی طلب پیدا کرتی ہے جو ناشروں کے لیے مستقل بازار مہیا کرتی ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں حکومتیں پبلک لائبریریوں کے ذریعے کتاب کی سب سے بڑی خریدار بن جاتی ہیں۔

حکومت کا کردار: سرکاری طباعت و اشاعت

حکومت خود بھی سب سے بڑی ناشر ہوتی ہے۔ گورنمنٹ پرنٹنگ پریس سرکاری گزٹ، قوانین، بجٹ دستاویزات اور دفتری فارم چھاپتے ہیں۔ وزارتِ اطلاعات اور صوبائی محکمے سرکاری پالیسیوں کی اشاعت کرتے ہیں اور محکمہ آثارِ قدیمہ، سروے اور شماریات جیسے ادارے تحقیقی مطبوعات شائع کرتے ہیں۔ ان اشاعتوں کا معیار نجی شعبے کے لیے نمونہ بنتا ہے۔ اسی طرح حکومت بیرونِ ملک کتابوں کی نمائشوں میں شرکت اور ملکی کتابوں کی برآمد کی حوصلہ افزائی کر کے طباعت کو بین الاقوامی منڈی سے جوڑتی ہے۔

جدید رجحانات: ٹیکنالوجی کی تبدیلی

طباعت کا سب سے نمایاں جدید رجحان آفسیٹ طباعت ہے جس نے پرانے لیٹر پریس کی جگہ لے لی۔ آفسیٹ میں رفتار زیادہ، لاگت کم اور معیار بہتر ہوتا ہے، اس لیے بڑی تعداد میں کتابیں اب اسی طریقے سے چھپتی ہیں۔ اس سے آگے ڈیجیٹل طباعت آ چکی ہے جس میں کم تعداد کی کتابیں بھی منافع بخش طریقے سے چھپ سکتی ہیں اور پرنٹ آن ڈیمانڈ کے تحت کتاب اسی وقت چھپتی ہے جب اس کا آرڈر ملتا ہے، جس سے گودام اور ضیاع کے مسائل ختم ہو جاتے ہیں۔ کمپوزنگ میں کمپیوٹر اور ڈیسک ٹاپ پبلشنگ نے کاتب کے طویل مرحلے کو ختم کر دیا ہے اور اب مصنف خود اپنا مسودہ تیار صورت میں ناشر کو دیتا ہے۔

جدید رجحانات: موضوع و مارکیٹ کی تبدیلی

موضوعات کے اعتبار سے جدید طباعت میں درسی و مقابلے کی کتب کا حصہ بڑھ گیا ہے، بچوں کے ادب، تراجم اور معلوماتی کتابوں کی مانگ میں اضافہ ہوا ہے اور مذہبی مطبوعات کی اشاعت بڑے پیمانے پر ہو رہی ہے۔ رنگین طباعت اور بہتر گٹ اپ اب عام کتاب کے لیے بھی معمول بن گیا ہے۔ ای بکس اور آن لائن اشاعت نیا رجحان ہے جس سے

کتاب پرنٹ کے ساتھ ڈیجیٹل صورت میں بھی فروخت ہوتی ہے۔ پاکستان جیسے ممالک میں چھوٹے شہروں میں پرنٹنگ یونٹس کا پھیلاؤ بھی نمایاں ہے، جس سے طباعت چند بڑے شہروں تک محدود نہیں رہی۔ تاہم کاغذ کی بڑھتی قیمت، بجلی کے اخراجات اور پائریسی (نقلی طباعت) اس صنعت کے بڑے چیلنج ہیں جن کے حل میں حکومتی کردار پھر اہم ہو جاتا ہے۔

حکومت و ناشر تعلقات کا تقابلی پہلو

دنیا کے جن ممالک میں طباعت سب سے زیادہ ترقی یافتہ ہے، وہاں حکومت اور ناشروں کے درمیان باقاعدہ مشاورت کا نظام موجود ہوتا ہے: ناشرین کی انجمنیں پالیسی سازی میں شریک ہوتی ہیں، کتاب کی برآمد کے لیے تجارتی میلے سرکاری سرپرستی میں لگتے ہیں اور ترجمے کے قومی پروگرام چلتے ہیں جن سے ملکی ادب دنیا تک پہنچتا ہے۔ پاکستان میں قومی کتاب فاؤنڈیشن اور ادبی اکادمیوں نے اس سمت محدود مگر اہم کام کیا ہے۔ اس تقابل سے سبق یہ ملتا ہے کہ حکومت کا کردار محض اجازت دینے والا نہیں بلکہ شراکت دار والا ہونا چاہیے۔ حکومت جتنی کتاب کو ثقافتی سفارت کاری کا ذریعہ سمجھے گی، طباعت اتنی ہی بین الاقوامی منڈی میں جگہ بنائے گی۔ پاکستانی کتاب کا اصل مسئلہ معیار سے زیادہ پہنچ کا ہے، اور پہنچ کا مسئلہ حکومتی سہولت کاری سے ہی حل ہوتا ہے۔

نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ طباعت کا فروغ حکومت اور نجی شعبے کے اشتراک کا نام ہے۔ حکومت قانون، مالی سہولتوں، سرکاری اشاعت اور خریداری کے ذریعے وہ بنیاد فراہم کرتی ہے جس پر نجی ناشر عمارت کھڑی کرتا ہے، جبکہ جدید رجحانات میں آفسیٹ و ڈیجیٹل طباعت، کمپیوٹر کمپوزنگ اور ای بکس اس صنعت کو نئی سمت دے رہے ہیں۔ جس ملک میں یہ دونوں پہلو مضبوط ہوں، وہاں کتاب سستی، وافر اور معیاری ہوتی ہے اور کتب خانے پروان چڑھتے ہیں۔

سوال نمبر 2: پاکستان میں جامعاتی کتب خانے اور بک بینک اسکیم (15 نمبر)

سوال نمبر 2: پاکستان میں موجود جامعاتی کتب خانوں اور اُن میں رائج بک بینک اسکیم پر تفصیل سے لکھیں۔ (15)

تعارف

جامعاتی کتب خانہ کسی بھی جامعہ کا دل کہلاتا ہے، کیونکہ تدریس و تحقیق کی ساری سرگرمیاں بالآخر کتاب اور معلومات پر چلتی ہیں۔ پاکستان میں جامعات کی تعداد میں مسلسل اضافے کے ساتھ ان کے کتب خانے بھی بڑھے ہیں، اگرچہ معیار میں واضح تفاوت موجود ہے۔ دوسری طرف کتابوں کی بڑھتی قیمت نے غریب طلبہ کے لیے نصابی کتب کی خریداری مشکل بنا دی، جس کے جواب میں بک بینک اسکیم متعارف ہوئی۔ اس جواب میں پہلے پاکستانی جامعاتی کتب خانوں کی صورت حال اور پھر بک بینک اسکیم کی تفصیل پیش کی جائے گی۔

پاکستان میں جامعاتی کتب خانوں کی صورت حال

پاکستان کی قدیم جامعات میں پنجاب یونیورسٹی لاہور (1882ء) کا مرکزی کتب خانہ ملک کے بڑے ذخائر میں شمار ہوتا ہے، جہاں لاکھوں کتابوں کے علاوہ نادر مخطوطات کا بھی بڑا حصہ موجود ہے۔ کراچی یونیورسٹی کا ڈاکٹر محمود حسین کتب خانہ، سندھ یونیورسٹی جامشورو، پشاور یونیورسٹی، قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد، بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ اور بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان کے مرکزی کتب خانے اپنے اپنے علاقوں کی علمی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ زرعی جامعات فیصل آباد و ٹنڈو جام اور انجینئرنگ جامعات کے کتب خانے مخصوص موضوعاتی ذخائر رکھتے ہیں۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا مرکزی کتب خانہ فاصلاتی تعلیم کے طلبہ کو ملک بھر میں کتابیں بھیجنے کا خصوصی نظام رکھتا ہے۔ تقریباً ہر جامعہ میں مرکزی کتب خانے کے علاوہ شعبہ جاتی کتب خانے بھی قائم ہیں۔

خدمات و مسائل

یہ کتب خانے اجرائے کتب، حوالہ جاتی خدمات، بین الکتب خانہ قرضہ، فوٹو کاپی اور انٹرنیٹ و ڈیجیٹل ڈیٹا بیس تک رسائی جیسی خدمات دیتے ہیں۔ حالیہ برسوں میں ہائر ایجوکیشن کمیشن کی ڈیجیٹل لائبریری کے ذریعے جامعات کے اساتذہ و طلبہ کو بین الاقوامی جرائد تک آن لائن رسائی ملی، جو ایک بڑی پیش رفت ہے۔ مسائل میں بجٹ کی کمی، کتابوں کی بڑھتی قیمتیں، تربیت یافتہ عملے کی قلت، جگہ کی تنگی اور پرانی کتابوں کا بوسیدگی شامل ہیں۔ کئی جامعات میں کتب خانے کی عمارت کو وہ ترجیح نہیں ملتی جو تدریسی عمارتوں کو ملتی ہے۔ اس کے باوجود مجموعی رجحان بہتری کی طرف ہے اور نئی جامعات میں کتب خانہ شعبے کا لازمی حصہ بنتا جا رہا ہے۔

بک بینک اسکیم: تعارف و مقاصد

بک بینک سے مراد کتب خانے کا وہ خصوصی ذخیرہ ہے جس میں نصابی کتابوں کی بڑی تعداد میں نقول رکھی جاتی ہیں اور طلبہ کو ہر سمسٹر یا تعلیمی سال کے لیے معمولی فیس یا ضمانت پر جاری کی جاتی ہیں۔ اس اسکیم کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ کوئی طالب علم کتاب کی قیمت کی وجہ سے تعلیم سے محروم نہ رہے۔ ایک ہی کتاب کی درجنوں نقول ہونے سے پوری کلاس ایک ساتھ فائدہ اٹھا سکتی ہے، جو عام ذخیرے میں ممکن نہیں ہوتا کیونکہ وہاں ہر عنوان کی ایک دو نقول ہوتی ہیں۔

بک بینک کا نظام و طریقہ کار

بک بینک عام طور پر جامعہ کی انتظامیہ، حکومت کی گرانٹ یا طلبہ فلاحی فنڈ سے قائم ہوتا ہے۔ طریقہ کار یہ ہے کہ طالب علم اپنی ضرورت کی کتب کی فہرست کے ساتھ درخواست دیتا ہے، معمولی سیکیورٹی جمع کراتا ہے اور سمسٹر کے اختتام پر کتابیں درست حالت میں واپس کرتا ہے، جس پر ضمانت واپس مل جاتی ہے۔ بعض جامعات میں مستحق طلبہ کو بغیر فیس کتابیں دی جاتی ہیں اور بعض میں دس سے بیس فیصد فیس وصول کی جاتی ہے۔ کتاب کی تاخیر یا خرابی پر جرمانہ مقرر ہوتا ہے۔ عملاً یہ اسکیم امتحانات کے قریب خاص طور پر کارآمد ثابت ہوتی ہے، جب نصابی کتب بازار سے نایاب ہو جاتی ہیں۔

بک بینک کے فوائد و مسائل

فوائد میں طلبہ کے اخراجات میں کمی، تعلیمی انصاف، کتابوں کے بہتر استعمال اور کتب خانے سے طلبہ کے تعلق میں اضافہ شامل ہیں۔ غریب مگر ذہین طالب علم کے لیے یہ اسکیم تعلیم جاری رکھنے کا سہارا بن جاتی ہے۔ مسائل میں کتابوں کی مسلسل تجدید کے لیے فنڈز کی کمی، نئے ایڈیشن آنے پر پرانے ذخیرے کا بے کار ہو جانا، کتابوں کی واپسی میں تاخیر اور کٹے پھٹے صفحات جیسے امور شامل ہیں۔ کچھ طلبہ کتابیں لکھ کر خراب کر دیتے ہیں جس سے اگلے طالب علم کو مشکل ہوتی ہے۔ ان مسائل کے حل کے لیے برقی نظام، یاد دہانی اور سخت جانچ مددگار ہو سکتے ہیں۔

بک بینک اسکیم کی توسیع کی تجاویز

بک بینک اسکیم کو موجودہ صورت سے بہتر بنانے کے لیے چند تجاویز قابلِ عمل ہیں۔ اولاً ہر جامعہ میں بک بینک کا ذخیرہ سالانہ نئے پر نصاب کی تبدیلیوں سے ہم آہنگ کیا جائے تاکہ پرانی کتابوں کا انبار نہ لگے۔ ثانیاً ڈیجیٹل دور میں بک بینک میں ای بکس کے لائسنس بھی شامل کیے جائیں، جن سے ایک ہی کتاب بیک وقت کئی طلبہ پڑھ سکتے ہیں۔ ثالثاً فارغ التحصیل طلبہ (Alumni) کو اپنی کتابیں بک بینک کو عطیہ کرنے کی ترغیب دینے سے ذخیرہ بغیر خرچ کے بڑھ سکتا ہے۔ رابعاً ضمانت و فیس کا نظام اتنا سادہ رکھا جائے کہ غربت کی وجہ سے کوئی طالب علم درخواست دینے سے ہی نہ گھبرائے۔ خامساً ہر شعبے کے اساتذہ بک بینک کی فہرست سازی میں شریک ہوں تاکہ خرید درست عنوانات کی ہو۔ یہ تجاویز اسکیم کو امدادی منصوبے سے بڑھا کر جامعہ کی مستقل تعلیمی پالیسی بنا سکتی ہیں۔

جامعاتی کتب خانے میں پیشہ ورانہ عملے کی اہمیت

جامعاتی کتب خانے کی کارکردگی کا اصل انحصار اس کے پیشہ ورانہ عملے پر ہوتا ہے۔ یونیورسٹی لائبریرین کا عہدہ تعلیمی عہدوں کے مساوی سمجھا جانا چاہیے، کیونکہ اسے تمام مضامین کے اساتذہ و محققین کی رہنمائی کرنی ہوتی ہے۔ پاکستان میں کئی جامعات نے یہ درجہ دے رکھا ہے مگر بیشتر میں عملے کی تعداد ذخیرے کے حجم سے میل نہیں کھاتی۔

تربیت کے تسلسل کے بغیر مہنگے ڈیٹا بیس بھی ویسا فائدہ نہیں دیتے، کیونکہ ان کا درست استعمال سکھانا عملے ہی کا کام ہے۔ بک بینک جیسی اسکیموں کی کامیابی بھی اسی نقطے سے جڑی ہے: جہاں عملہ متحرک ہے وہاں اسکیم طلبہ میں مقبول ہے اور جہاں عملہ کمزور ہے وہاں الماریاں بند رہتی ہیں۔

نتیجہ

نتیجہ یہ ہے کہ پاکستانی جامعاتی کتب خانے محدود وسائل کے باوجود مدریسی و تحقیقی کی بنیادی ذمہ داری نبھا رہے ہیں، اور بک بینک اسکیم ان کی سب سے سماجی خدمت ہے جو تعلیم کو امیر و غریب سب کے لیے قابلِ رسائی بناتی ہے۔ اگر بک بینک کے لیے مخصوص بجٹ اور ہر سمسٹر ذخیرے کی تجدید کا انتظام کر لیا جائے تو یہ اسکیم پاکستان میں اعلیٰ تعلیم کی مساوات میں فیصلہ کن کردار ادا کر سکتی ہے۔

سوال نمبر 3: کالج کتب خانے کی تعریف اور تاریخی پس منظر (10 نمبر)

سوال نمبر 3: کالج کتب خانہ کی تعریف اور اُن کے تاریخی پس منظر پر تفصیلی بحث کریں۔ (10)

تعارف

کالج دور طالب علم کی زندگی کا وہ مرحلہ ہے جہاں وہ اسکول کی محدود کتابوں سے نکل کر وسیع مطالعے کی دنیا میں قدم رکھتا ہے۔ اس مرحلے پر رہنمائی کرنے والا ادارہ کالج کتب خانہ ہے۔ یہ جامعاتی کتب خانے سے چھوٹا مگر اسکول کتب خانے سے کہیں وسیع ہوتا ہے اور انٹرمیڈیٹ و ڈگری سطح کے نصاب و ذوق دونوں کی خدمت کرتا ہے۔ اس جواب میں کالج کتب خانے کی تعریف کے بعد اس کے تاریخی پس منظر پر تفصیلی بحث کی جائے گی۔

کالج کتب خانے کی تعریف

کالج کتب خانہ اس منظم ذخیرہ کتب و مطالعاتی مواد کو کہتے ہیں جو کسی کالج کے اساتذہ اور طلبہ کی تدریسی و مطالعاتی ضروریات پوری کرنے کے لیے کالج ہی کے اندر قائم کیا جاتا ہے اور اس کا انتظام تربیت یافتہ کتب خانہ دار کے سپرد ہوتا ہے۔ ایک اور انداز میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ کالج کتب خانہ وہ علمی مرکز ہے جو نصابی کتب کے علاوہ عمومی مطالعے، حوالہ جات اور رسائل کے ذریعے طالب علم کی شخصیت سازی میں کالج کا معاون بنتا ہے۔ اس کے مقاصد میں نصاب کی پشت پناہی، مطالعے کی عادت کا فروغ، فراغت کا مثبت استعمال اور طلبہ کو خود مطالعے کی تربیت دینا شامل ہیں۔

عالمی تاریخی پس منظر

کالج کتب خانوں کی تاریخ جامعات کی تاریخ سے جڑی ہے۔ یورپ میں قرونِ وسطیٰ کی جامعات آکسفورڈ و کیمبرج کے کالجز میں چھوٹے چھوٹے ذخائر بنے جہاں کتابیں زنجیروں سے بندھی رہتی تھیں کیونکہ ہر کتاب قیمتی نسخہ تھی۔ طباعت کی ایجاد کے بعد یہ ذخیرے بڑھنے لگے اور سولہویں و سترہویں صدی میں کالج کتب خانے باقاعدہ ادارے بن گئے۔ انیسویں صدی میں عوامی تعلیم کے فروغ کے ساتھ کالج کتب خانے میں کھلی الماریوں کا نظام، کارڈ کیٹلاگ اور باقاعدہ اجرا شروع ہوا۔ امریکہ میں کمیونٹی کالجوں کے کتب خانوں نے اسے مزید جمہوری رنگ دیا اور کتب خانہ دار کا پیشہ ورانہ عہدہ قائم ہوا۔

برصغیر و پاکستان کا پس منظر

برصغیر میں جدید کالج کتب خانے انگریز دور میں قائم ہوئے۔ 1857ء میں کلکتہ، بمبئی اور مدراس کی جامعات بننے کے بعد ان سے ملحق کالجوں میں کتب خانے قائم ہوئے۔ لاہور کا گورنمنٹ کالج (1864ء) اور اس کا کتب خانہ برصغیر کی قدیم درس گاہوں کی روایت کی نمائندگی کرتا ہے؛ اسی دور میں ایڈورڈز کالج پشاور، ایف سی کالج لاہور اور اسلامیہ کالجوں کے کتب خانے بھی پروان چڑھے۔ قیامِ پاکستان کے وقت کالجوں کی تعداد کم تھی اور ان کے کتب خانے بھی ابتدائی حالت میں تھے۔ بعد کے عشروں میں کالجوں

کی تعداد میں تیز اضافہ ہوا، کمیونٹی وڈگری کالج بنے، مگر کتب خانوں کی ترقی اس رفتار سے نہ ہو سکی۔ آج پاکستان کے بڑے قدیم کالجوں کے کتب خانے معیاری ہیں جبکہ نئے و دیہی کالجوں میں جگہ، بجٹ اور عملے کے مسائل باقی ہیں۔

کالج کتب خانے کی موجودہ اہمیت

آج کے دور میں کالج کتب خانے کی اہمیت دوچند ہو گئی ہے، کیونکہ انٹرنیٹ کے بر سمت مواد میں طالب علم کو منتخب و مستند مطالعے کی رہنمائی صرف کتب خانہ ہی دے سکتا ہے۔ اچھا کالج کتب خانہ مقابلے کے امتحانات کی تیاری، جنرل نالج اور کردار سازی کا مرکز بنا جاتا ہے۔ اس کے لیے نصابی ذخیرے کے ساتھ عمومی ادب، سوانح، تاریخ اور رسائل واخبارات کا ہونا بھی ضروری ہے۔

کالج کتب خانے کے فرائض کا جدید تقاضا

کالج کتب خانے کی تعریف و تاریخ کے بعد اس کے موجودہ فرائض کا ذکر بھی ضروری ہے تاکہ بحث مکمل ہو۔ آج کے کالج کتب خانے سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ نصابی خدمت کے ساتھ ساتھ ڈیجیٹل خواندگی، معلوماتی تلاش کی تربیت اور مقابلے کے امتحانات کی رہنمائی بھی دے۔ پاکستان کے بڑے کالجوں میں قائم ہونے والے کمپیوٹر گوشے اور انٹرنیٹ کی سہولت اسی تقاضے کی ابتدا ہے۔ کتب خانہ دار کا کردار بھی محض کتاب جاری کرنے والے سے بڑھ کر استاد کے معاون اور طالب علم کے رہنما کا ہو گیا ہے۔

پاکستانی کالج کتب خانوں کی درجہ بندی

عملی صورت حال یہ ہے کہ پاکستانی کالج کتب خانوں کو تین درجوں میں دیکھا جا سکتا ہے: پہلا درجہ قدیم و بڑے شہری کالجوں کے کتب خانے ہیں جہاں ذخیرہ، عمارت و عملہ نسبتاً مکمل ہے؛ دوسرا درجہ ضلعی سطح کے کالج ہیں جہاں بنیادی ڈھانچہ موجود مگر وسائل ناکافی ہیں؛ تیسرا درجہ نئے و دور دراز کالج ہیں جہاں کتب خانہ کاغذوں تک محدود رہ جاتا ہے۔

پالیسی کا اصل چیلنج تیسرے درجے کو دوسرے اور دوسرے کو پہلے درجے تک لانا ہے، جس کے لیے صوبائی سطح پر کتب خانہ ترقیاتی فنڈ اور ضلعی نگرانی کا نظام تجویز کیا جاتا ہے۔

یہ درجہ بندی اس سوال کے تاریخی پس منظر کو حال سے جوڑتی ہے اور ظاہر کرتی ہے کہ تاریخ کا مطالعہ محض ماضی بینی نہیں، مستقبل کی منصوبہ بندی بھی ہے۔

نتیجے سے پہلے: کالج کتب خانہ اور طالب علم کی شخصیت

کالج کے سال طالب علم کی فکری شخصیت بننے کے سال ہوتے ہیں۔ اس دوران جو طالب علم کتب خانے کا عادی بن جائے وہ نصابی کتاب سے آگے بڑھ کر ادب، تاریخ و سائنس کا آزاد مطالعہ شروع کر دیتا ہے، اور یہی آزاد مطالعہ آگے چل کر اسے محقق، ادیب یا باشعور شہری بناتا ہے۔ اس کے برعکس جو طالب علم صرف گائیڈ و نوٹس پر گزارا کرتا ہے وہ امتحان تو پاس کر لیتا ہے مگر سوچنے کی صلاحیت ادھوری رہ جاتی ہے۔ اس نفسیاتی و تعلیمی حقیقت کی روشنی میں کالج کتب خانہ محض سہولت نہیں بلکہ کالج کے اصل تعلیمی مقصد کی تکمیل کا ذریعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے کامیاب کالج اپنے کتب خانے کو کیمپس کا مرکز بناتے ہیں اور نئے طالب علم کا پہلا تعارف کلاس روم سے پہلے کتب خانے سے کراتے ہیں۔

نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ کالج کتب خانہ متوسط تعلیمی سطح کا وہ ادارہ ہے جو طالب علم کو اسکول کی پابند کتاب سے نکال کر آزاد مطالعے کی دنیا سے روشناس کراتا ہے۔ زنجیروں میں جکڑی کتابوں سے لے کر کھلی الماریوں اور اب ڈیجیٹل رسائی تک، اس کا سفر تعلیم کے جمہوری ہونے کا سفر ہے۔ پاکستان میں اس کی مزید ترقی کے لیے بجٹ، عمارت اور تربیت یافتہ عملے کی فراہمی ناگزیر ہے۔

سوال نمبر 4: فروغِ کتب خانہ کی تعریف اور تاریخی پس منظر (10 نمبر)

سوال نمبر 4: فروغِ کتب خانہ کی تعریف اور اُن کے تاریخی پس منظر پر تبصرہ کریں۔ (10)

تعارف

کتب خانے خود بخود نہیں پھیلتے؛ ان کے فروغ کے پیچھے تحریکیں، قوانین، انجمنیں اور اہلِ علم کی جدوجہد کارفرما ہوتی ہے۔ فروغِ کتب خانہ سے مراد اس پوری جدوجہد کا مطالعہ ہے جس کے ذریعے کتب خانے کو معاشرے کی ضرورت بنایا جاتا ہے۔ یہ سوال اسی تصور کی تعریف اور اس کے تاریخی پس منظر سے متعلق ہے، جس پر ذیل میں تبصرہ کیا جاتا ہے۔

فروغِ کتب خانہ کی تعریف

فروغِ کتب خانہ سے مراد وہ تمام منظم کوششیں ہیں جن کے ذریعے کتب خانوں کا قیام عمل میں لایا جائے، موجودہ کتب خانوں کو بہتر بنایا جائے اور عوام میں کتب خانے کے استعمال کا رجحان پیدا کیا جائے۔ اس میں قانون سازی، مالی معاونت، پیشہ ورانہ انجمنوں کی سرگرمیاں، تربیت یافتہ عملے کی تیاری اور مطالعے کی تشہیر سب شامل ہے۔ تنگ مفہوم میں یہ لائبریری موومنٹ ہے، یعنی سماجی تحریک، اور وسیع مفہوم میں یہ قومی پالیسی کا حصہ ہے۔ فروغ کے بغیر بہترین کتب خانہ بھی ایک محدود طبقے کی سہولت بن کر رہ جاتا ہے، جبکہ فروغ ہی اسے عوامی ادارہ بناتا ہے۔

قدیم و وسطی دور کا پس منظر

قدیم دور میں فروغ کی صورت حکمران کی ذاتی سرپرستی تھی: آشوربانی پال، بطلیموس اور عباسی خلفا نے کتب خانے بنا کر اس روایت کو آگے بڑھایا۔ مسلم دور میں وقف کے نظام نے فروغ کو انفرادی احسان سے نکال کر دائمی ادارہ بنا دیا اور ہر بڑے شہر میں مدارس کے ساتھ کتب خانے قائم ہوئے۔ اندلس و بغداد کے کتب خانے اسی نظام کی پیداوار تھے۔ تاہم یہ فروغ اب بھی حکمرانوں و علما تک محدود تھا، عوامی شعور کا عنصر اس میں کم تھا۔

جدید لائبریری تحریک کا آغاز

جدید معنوں میں فروغِ کتب خانہ انیسویں صدی میں برطانیہ و امریکہ سے شروع ہوا۔ برطانیہ میں پبلک لائبریریز ایکٹ 1850ء نے بلدیاتی ٹیکس سے عوامی کتب خانے قائم کرنے کی قانونی بنیاد رکھی، جو فروغ کی تاریخ کا سنگِ میل ہے۔ امریکہ میں ملول ڈیوی جیسے مصلحین نے کتب خانہ سائنس کو پیشہ بنایا، درجہ بندی کے نظام دیے اور انجمنِ کتب خانہ داران قائم ہوئی۔ بیسویں صدی میں کارنیگی جیسے اہلِ ثروت نے ہزاروں کتب خانہ عمارتیں بنوائیں اور یونیسکو نے عالمی سطح پر عوامی کتب خانوں کا منشور جاری کر کے فروغ کو بین الاقوامی تحریک بنا دیا۔ رنگاناتھن نے ہندوستان میں کتب خانے کے پانچ قوانین اور پبلک لائبریری ایکٹ کے ذریعے اس تحریک کو برصغیر کی شکل دی۔

پاکستان میں فروغِ کتب خانہ

پاکستان میں فروغ کی کوششیں قیام کے فوراً بعد شروع ہوئیں: کراچی میں لیاقت میموریل لائبریری قومی کتب خانے کے طور پر قائم ہوئی، پاکستان لائبریری ایسوسی ایشن (1957ء) نے پیشہ کو منظم کیا، جامعات میں کتب خانہ سائنس کی تعلیم شروع ہوئی اور صوبائی ڈائریکٹوریٹس نے عوامی کتب خانوں کا جال بچھانے کی کوشش کی۔ تعلیمی پالیسیوں میں کتب خانوں کی سفارشات شامل رہیں اور کتاب میلوں و مطالعاتی ہفتوں نے تشہیر کا کام کیا۔ تاہم قانونی ڈھانچا یعنی ملک گیر کتب خانہ قانون اب بھی موجود نہیں، جس کی وجہ سے فروغ سرکاری دلچسپی کے اتار چڑھاؤ کا شکار رہتا ہے۔

فروغ کے ذرائع و تقاضے

موجودہ دور میں فروغ کے ذرائع میں میڈیا، کتاب میلے، موبائل لائبریریاں، ڈیجیٹل لائبریریاں اور سوشل میڈیا مہمات شامل ہو گئے ہیں۔ فروغ کی کامیابی کا اصل تقاضا یہ ہے کہ کتب خانہ اپنے آپ کو بدلتے معاشرے کی ضرورت سے ہم آہنگ کرے: بچوں کے حصے، خواتین کے لیے سہولت، معذور قارئین کی رسائی اور مقامی زبانوں کا ذخیرہ اسی تقاضے کا حصہ ہیں۔

فروغِ کتب خانہ کے جدید ذرائع

اکیسویں صدی میں فروغ کے ذرائع بدل چکے ہیں۔ اب محض عمارتیں بنانا فروغ نہیں کہلاتا؛ مطالعے کا کلچر بنانا اصل کام ہے۔ اسکولوں میں کتابی ہفتے، شہروں میں ریڈنگ فیسٹیول، لائبریری آن ویلز کی موبائل خدمت، ریڈیو و ٹیلی ویژن کے کتابی پروگرام اور سوشل میڈیا پر قارئین کی کمیونٹیز فروغ کے نئے اوزار ہیں۔ پاکستان میں نجی سطح پر قائم چھوٹی کمیونٹی لائبریریوں اور کتابی کیفیوں کا پھیلاؤ بھی اسی جدید فروغ کی شکل ہے، جس میں ریاست کے بجائے شہری معاشرہ آگے آیا ہے۔

فروغ کی ناکامی کی وجوہات پر تبصرہ

اس کے برعکس فروغ کی کوششیں ناکام اس وقت ہوتی ہیں جب کتب خانہ اپنے قاری سے کٹ جاتا ہے: پرانا ذخیرہ، نامناسب اوقات، غیر تربیت یافتہ و بے زار عملہ اور سخت قواعد قاری کو بھگا دیتے ہیں۔ کئی سرکاری کتب خانے صرف اس لیے ویران ہیں کہ ان کے اوقات دفتر کے اوقات سے ٹکراتے ہیں اور شام کو بند ہو جاتے ہیں، جبکہ یہی وہ وقت ہے جب ملازمت پیشہ قاری آ سکتا ہے۔ تبصرے کا نچوڑ یہ ہے کہ فروغ کا آغاز عمارت سے نہیں خدمت کی ذہنیت سے ہوتا ہے؛ قانون و بجٹ اس ذہنیت کو ادارہ جاتی شکل دیتے ہیں، مگر اس کی جگہ نہیں لے سکتے۔ پاکستان میں کتب خانہ قانون کا نہ ہونا اور اوقات و عملے کے مسائل اسی تناظر میں دیکھے جانے چاہئیں۔

لائبریری قانون: فروغ کی قانونی بنیاد

فروغِ کتب خانہ کی بحث قانون کے بغیر نامکمل ہے۔ لائبریری قانون وہ بنیاد ہے جو کتب خانے کے قیام کو حکومتی مہربانی کے بجائے شہری کا حق بناتا ہے، اس کے لیے ٹیکس یا مخصوص فنڈ مختص کرتا ہے اور انتظامی ڈھانچہ مقرر کرتا ہے۔ برطانیہ، جاپان، بھارت کی کئی ریاستوں اور دیگر ممالک میں ایسے قوانین نے عوامی کتب خانوں کے جال کو یقینی بنایا۔ پاکستان میں اس قانون کی عدم موجودگی فروغ کی سب سے بڑی ساختی کمزوری ہے: ہر صوبائی کوشش وقتی بجٹ پر چلتی ہے اور حکومت بدلتے ہی رک جاتی ہے۔ پیشہ ورانہ انجمنیں دہائیوں سے اس قانون کی سفارش کر رہی ہیں۔ تبصرے کا حاصل یہ ہے کہ فروغ کی تحریک کا منطقی اگلا مرحلہ قانون سازی ہے، ورنہ اچھی مثالیں جزیرے بن کر رہ جائیں گی اور نظام نہیں بن پائے گا۔

نتیجہ

تبصرے کا خلاصہ یہ ہے کہ فروغِ کتب خانہ شاہی سرپرستی سے شروع ہو کر وقف کے نظام اور پھر قانونی و عوامی تحریک کی شکل اختیار کرتا ہوا آج ڈیجیٹل دور میں داخل ہو چکا ہے۔ پاکستان میں اس فروغ کو قانونی بنیاد اور مستقل مالی نظام مل جائے تو کتب خانہ واقعی ہر شہری کی زندگی کا حصہ بن سکتا ہے۔

سوال نمبر 5: مختصر نوٹ: طباعت و اشاعت، کتابی صنعت، جامعات کی اقسام، کالج کتب خانوں کی خصوصیات و فرائض (20 نمبر)

سوال نمبر 5: مندرجہ ذیل عنوانات مختصر نوٹ تحریر کریں۔ (20)

(1) قیامِ پاکستان کے وقت طباعت و اشاعت (2) کتابی صنعت اور کتب خانے (3) پاکستان میں قائم جامعات کی اقسام (4) کالج کتب خانوں کی خصوصیات و فرائض

تعارف

یہ سوال چار ایسے موضوعات پر مشتمل ہے جو طباعت، جامعات اور کالج کتب خانوں کے باہمی تعلق کو واضح کرتے ہیں۔ قیامِ پاکستان کے وقت طباعت و اشاعت کی حالت ہمیں ماضی کی تصویر دکھاتی ہے، کتابی صنعت اور کتب خانوں کا رشتہ حال کی بنیاد ہے، جامعات کی اقسام ملکی اعلیٰ تعلیم کا نقشہ پیش کرتی ہیں اور کالج کتب خانوں کی خصوصیات و فرائض اس سوال کو عملی شکل دیتے ہیں۔ ذیل میں چاروں پر الگ نوٹ پیش کیے جاتے ہیں۔

(1) قیامِ پاکستان کے وقت طباعت و اشاعت

1947ء میں قیامِ پاکستان کے وقت ملک میں طباعت و اشاعت کی صنعت نہایت ابتدائی حالت میں تھی۔ بڑے اشاعتی مراکز دہلی، لاہور کے علاوہ کلکتہ و بمبئی تھے، جن میں سے بیشتر ہندوستان میں رہ گئے۔ لاہور برصغیر میں اردو طباعت کا بڑا مرکز تھا اور یہاں کے ناشرین قیامِ پاکستان کے بعد بھی سرگرم رہے، مگر کاغذ کی شدید قلت، پریسوں کی

پرانی مشینری اور تقسیم کے ہنگاموں نے اس صنعت کو مفلوج کر رکھا تھا۔ کراچی نئے دارالحکومت کے طور پر اشاعتی مرکز بننا شروع ہوا۔ حکومتی مطبوعات کے لیے سرکاری پریس قائم کیے گئے اور درسی کتب کی طباعت سب سے بڑا فوری مسئلہ تھی۔ اردو کے ساتھ علاقائی زبانوں سندھی، پنجابی، پشتو و بنگالی کی اشاعت بھی شروع ہوئی۔ اس دور کے ناشروں نے محدود وسائل میں قومی ادب کی اشاعت جاری رکھ کر ثقافتی تسلسل کو قائم رکھا، جو ان کا بڑا کارنامہ ہے۔

(2) کتابی صنعت اور کتب خانے

کتابی صنعت اور کتب خانے ایک ہی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ ناشر کتاب تیار کرتا ہے اور کتب خانے اس کے سب سے باقاعدہ اور مستقل خریدار ہوتے ہیں۔ اگر کتب خانے مضبوط ہوں تو ناشر کو یقینی منڈی ملتی ہے اور وہ معیاری و تحقیقی کتابیں بھی شائع کرنے کا حوصلہ کرتا ہے جو عام بازار میں کم بکتی ہیں۔ دوسری طرف ناشروں کی فراہم کردہ معیاری کتابوں کے بغیر کتب خانے کا ذخیرہ بھی ادھورا رہتا ہے۔ دونوں کے درمیان رابطے کے ذرائع میں کتاب میلے، قومی کتابیات، جائزے و فہرستیں اور پیشہ ورانہ انجمنیں شامل ہیں۔ پاکستان میں اس رشتے کی کمزوری یہ ہے کہ کتب خانوں کے بجٹ کم ہونے سے خرید محدود رہتی ہے اور ناشر درسی و گائڈ کتب تک سمٹ جاتے ہیں۔ اس چکر کو توڑنے کے لیے کتب خانوں کی خریداری بڑھانا ہی کتابی صنعت کی ترقی کی کنجی ہے۔

(3) پاکستان میں قائم جامعات کی اقسام

پاکستان کی جامعات کو کئی اعتبار سے تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ شعبے کے اعتبار سے عمومی جامعات (جن میں علوم و فنون کے تمام بڑے شعبے ہوں)، زرعی جامعات، انجینئرنگ و ٹیکنالوجی کی جامعات، طبی جامعات اور خصوصی جامعات جن میں خواتین کی جامعات، اسلامی جامعات اور اوپن یونیورسٹی شامل ہیں۔ انتظام کے اعتبار سے سرکاری (وفاقی و صوبائی) اور نجی جامعات ہیں۔ تدریسی نظام کے اعتبار سے روایتی حاضری والی جامعات اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی جیسی فاصلاتی جامعہ میں فرق ہے۔ الحاق کے اعتبار سے بعض جامعات صرف تدریسی ہیں جبکہ بیشتر الحاق دینے والی (Affiliating) جامعات ہیں جن کے ماتحت درجنوں کالج ہوتے ہیں۔ یہ تنوع ملک کی مختلف تعلیمی ضروریات پورا کرتا ہے اور ہر قسم کی جامعہ کا کتب خانہ بھی اسی نوعیت کے مطابق اپنا ذخیرہ ترتیب دیتا ہے۔

(4) کالج کتب خانوں کی خصوصیات و فرائض

کالج کتب خانے کی نمایاں خصوصیات یہ ہیں: اس کا ذخیرہ نصاب مرکز ہوتا ہے مگر عمومی مطالعے کو بھی شامل رکھتا ہے؛ اس کے قارئین عمر کے نازک دور کے نوجوان ہوتے ہیں، اس لیے رہنمائی اس کی خاص خدمت ہے؛ اس کا سائز عام طور پر کتب خانے سے چھوٹا مگر عملہ طلبہ سے قریبی رابطے میں ہوتا ہے؛ اور اس کا بجٹ کالج کے مجموعی اخراجات کا حصہ ہوتا ہے۔ فرائض میں نصابی و امدادی کتب کی فراہمی، حوالہ جاتی رہنمائی، رسائل و اخبارات کا انتظام، مطالعے کے پرسکون ماحول کی فراہمی، کتابوں کی نمائش و نئی آمد کی اطلاع، اور طلبہ میں مطالعے کی عادت کی تربیت شامل ہیں۔ ایک اچھا کالج کتب خانہ سنجانی سوسم میں توسیعی اوقات دیتا ہے اور اساتذہ کے ساتھ مل کر مطالعاتی فہرستیں تیار کرتا ہے۔ یوں یہ خصوصیات و فرائض پورے ہوں تو کالج کتب خانہ کالج کی تعلیمی کامیابی کا ضامن بن جاتا ہے۔

جامعات و کالج کتب خانوں کا باہمی تعلق

ان نوٹوں کے آخر میں یہ نسبت بھی واضح کرنا مناسب ہے کہ جامعات کی اقسام اور کالج کتب خانے ملکی نظام میں الگ دنیا نہیں رکھتے۔ الحاق دینے والی جامعات اپنے کالجوں کے لیے نصاب طے کرتی ہیں، اس لیے کالج کتب خانے کا ذخیرہ دراصل جامعہ کے نصاب کا عکس ہوتا ہے۔ اسی طرح کتابی صنعت کی فراہم کردہ کتابیں دونوں سطحوں کے کتب خانوں تک پہنچتی ہیں۔ 1947ء کے وقت کی کمزور طباعت نے ابتدائی عشروں میں کالج کتب خانوں کو بھی کمزور رکھا، اور جیسے جیسے طباعت و جامعات بڑھیں، کالج کتب خانوں کے ذخائر بھی بڑھے۔ یوں یہ چاروں نوٹ دراصل ایک ہی ترقیاتی سلسلے کے چار مناظر ہیں۔

کتابی صنعت کا کتب خانوں سے فیڈبیک نظام

ایک اور پہلو سے دیکھا جائے تو کتب خانے کتابی صنعت کے لیے فیڈبیک کا بہترین نظام ہیں۔ کتب خانہ دار قارئین کی پسند و ضرورت کو براہِ راست دیکھتا ہے؛ کون سی کتاب بار بار جاری ہوتی ہے، کس موضوع کی کمی ہے اور کس ناشر کی کتاب کی بناوٹ و طباعت کمزور ہے، یہ معلومات ناشر کے لیے قیمتی ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک میں ناشر نئی کتاب کی منصوبہ

بندی میں کتب خانہ داروں سے مشورہ کرتے ہیں۔ پاکستان میں یہ رابطہ کمزور ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بازار گائڈز و نوٹس سے بھرا ہے جبکہ تحقیقی کتابیں نہیں ملتیں۔ اگر جامعات و کالجوں کے کتب خانے اپنی مجموعی مانگ کو منظم کر کے ناشروں تک پہنچائیں تو اشاعت کا نقشہ بدل سکتا ہے اور دونوں فریق اس باہمی تعاون سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

نتیجہ

چاروں نوٹ سے واضح ہوتا ہے کہ طباعت کی صنعت، جامعات کی وسعت اور کالج کتب خانوں کی خدمت ایک ہی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ 1947ء کی کمزور शुरुआत سے آج کے تنوع تک کا سفر اسی وقت بامعنی رہے گا جب سلسلے کی ہر کڑی، خاص طور پر کالج کتب خانہ، اپنا فرض پوری طرح ادا کرے۔

سوال نمبر 6: خالی جگہ پر کریں (20 نمبر)

سوال نمبر 6: خالی جگہ پر کریں۔ (20)

(1) کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور..... میں قائم کیا گیا۔

(2) گورنمنٹ کالج لاہور برصغیر کی..... درس گاہوں میں سے ایک ہے۔

(3) گورنمنٹ ایف سی کالج کی لائبریری..... میں قائم کی گئی۔

(4) طلباء کو اُس وقت تک..... واپس نہیں جاتی جب تک وہ مذکورہ کتب واپس نہ کر دے۔

(5) وزارتِ تعلیم حکومتِ پاکستان کی رپورٹ کے مطابق..... میں پاکستان میں کالج کتب خانوں کی تعداد..... تھی۔

(6) پیشہ ورانہ کالجوں کے کتب خانوں میں کسی..... مضمون پر کتب رکھی جاتی ہیں۔

(7) جنگِ عظیم اول کے بعد..... کی ترقی میں ایک نیا انقلاب رونما ہوا۔

(8) پاکستان میں..... کی ابتداء جامعہ..... سے ہوئی۔

(9) جدید طباعتی رجحانات میں..... اور..... کے نئے رجحان قابلِ ذکر ہے۔

(10) ..... نے بھی بی اے کی سطح پر..... اور..... کے کورسوں کا اجراء کیا۔

تعارف

اس سوال کے دس جملے پاکستان کی تعلیمی و کتب خانوی تاریخ کے مخصوص حقائق سے متعلق ہیں: طبی و عمومی کالجوں کے قیام، بک بینک جیسے نظام کی تفصیلات، کتب خانہ سائنس کی تعلیم کی ابتدا اور جدید طباعت کے رجحانات اس میں شامل ہیں۔ ذیل میں ہر جملے کو مکمل صورت میں جواب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے اور ساتھ مختصر وضاحت بھی دی گئی ہے۔

(1) کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج

مکمل جملہ: کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور 1860ء میں قائم کیا گیا۔ وضاحت: یہ ادارہ پہلے لاہور میڈیکل اسکول کے نام سے قائم ہوا اور بعد میں کنگ ایڈورڈ ہفتم کے نام سے منسوب ہو کر کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کہلایا، جو آج کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ برصغیر کے قدیم ترین طبی اداروں میں سے ہونے کی وجہ سے اس کا کتب خانہ بھی طبی کتب کے نایاب ذخیرے کے لیے مشہور ہے اور طبی تعلیم کی تاریخ میں اس ادارے کو بنیادی مقام حاصل ہے۔

(2) گورنمنٹ کالج لاہور

مکمل جملہ: گورنمنٹ کالج لاہور برصغیر کی قدیم ترین درس گاہوں میں سے ایک ہے۔ وضاحت: 1864ء میں قائم ہونے والا یہ کالج ڈیڑھ صدی سے زائد عرصے سے تعلیم کی خدمت کر رہا ہے اور علامہ اقبال سمیت بے شمار نامور شخصیات یہاں سے وابستہ رہیں۔ اس کی عمارت گوتھک طرز کی شاہکار ہے اور اس کا کتب خانہ قدیم و جدید ذخیرے کا حسین امتزاج رکھتا ہے۔ قدیم ترین ہونے کا یہ درجہ اسے محض عمر کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے علمی معیار اور تاریخی کردار کی وجہ سے حاصل ہے۔

(3) ایف سی کالج کی لائبریری

مکمل جملہ: گورنمنٹ ایف سی کالج کی لائبریری کالج کے قیام (1864ء) کے ساتھ ہی قائم کی گئی۔ وضاحت: ایف سی کالج یعنی فارمن کرسچن کالج لاہور 1864ء میں قائم ہوا اور اس کی لائبریری کو آغاز ہی سے ادارے کا مرکزی حصہ سمجھا گیا۔ یہ لائبریری بعد میں ایونگ لائبریری کے نام سے مشہور ہوئی اور برصغیر کے کالجوں میں کھلے ذخیرے اور طالب علم دوست ماحول کی ابتدائی مثالوں میں شمار ہوتی ہے۔ کالج کتب خانوں کی تاریخ میں اس کی اہمیت اس کی تسلسل اور تنظیم کی وجہ سے ہے۔

(4) بک بینک کی ضمانت

مکمل جملہ: طلباء کو اُس وقت تک ضمانت کی رقم (سیکیورٹی) واپس نہیں جاتی جب تک وہ مذکورہ کتب واپس نہ کر دے۔ وضاحت: بک بینک اسکیم میں طالب علم کتابیں لیتے وقت معمولی ضمانت جمع کراتا ہے تاکہ کتاب کی حفاظت یقینی رہے۔ کتابیں درست حالت میں واپس کرنے پر یہ رقم واپس مل جاتی ہے، جبکہ کتاب گم یا خراب ہونے کی صورت میں اسی رقم سے تلافی ہوتی ہے۔ یہ اصول طالب علم میں کتاب کی قدر و حفاظت کا احساس پیدا کرتا ہے اور اسکیم کو مالی طور پر قابلِ عمل رکھتا ہے۔

(5) کالج کتب خانوں کی تعداد

مکمل جملہ: وزارتِ تعلیم حکومتِ پاکستان کی رپورٹ کے مطابق قیامِ پاکستان (1947ء) کے وقت پاکستان میں کالج کتب خانوں کی تعداد نہایت کم، محض چند درجن تھی۔

وضاحت: تقسیم کے وقت ملک میں کالجوں کی مجموعی تعداد ہی محدود تھی اور ان میں سے بیشتر کے کتب خانے غیر منظم حالت میں تھے۔ تعلیمی رپورٹوں میں اس کمی کی نشاندہی بارہا کی گئی اور یہی اعداد و شمار بعد میں کالجوں اور ان کے کتب خانوں کی توسیع کے منصوبوں کی بنیاد بنے۔ آج کالجوں کی تعداد ہزاروں میں ہے، مگر کتب خانوں کے معیار کا سوال اب بھی اسی رپورٹ کی روشنی میں دیکھا جاتا ہے۔

(6) پیشہ ورانہ کالجوں کے کتب خانے

مکمل جملہ: پیشہ ورانہ کالجوں کے کتب خانوں میں کسی مخصوص پیشے سے متعلق مضمون پر کتب رکھی جاتی ہیں۔ وضاحت: طبی، انجینئرنگ، قانون، زراعت اور کامرس جیسے پیشہ ورانہ کالجوں کے کتب خانے عمومی کالجوں سے مختلف ہوتے ہیں، کیونکہ ان کا ذخیرہ متعلقہ پیشے کے مضامین کے گرد گھومتا ہے۔ ان میں نصابی کتب کے علاوہ پیشہ ورانہ جرائد، معیارات (Standards)، کیس رپورٹس اور حوالہ جاتی دستاویزات کو خاص اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ ذخیرے کی یہ تخصیص ہی پیشہ ورانہ کتب خانے کی پہچان ہے۔

(7) جنگِ عظیم اول کے بعد انقلاب

مکمل جملہ: جنگِ عظیم اول کے بعد طباعت و اشاعت کی ترقی میں ایک نیا انقلاب رونما ہوا۔ وضاحت: پہلی جنگِ عظیم (1914ء تا 1918ء) کے بعد طباعتی مشینری میں بہتری، کاغذ کی پیداوار میں اضافہ اور اخبارات و رسائل کی مانگ نے اشاعت کی دنیا کو بدل دیا۔ جنگی خبروں نے اخبار کو گھر گھر پہنچایا، سستی کتابوں کے سلسلے شروع ہوئے اور عوامی کتب خانوں کی تحریک کو تقویت ملی۔ اسی دور کو جدید اشاعت و کتب خانہ تحریک کا نقطۂ آغاز سمجھا جاتا ہے۔

(8) کتب خانہ سائنس کی تعلیم کی ابتدا

مکمل جملہ: پاکستان میں کتب خانہ سائنس کی تعلیم کی ابتداء جامعہ کراچی سے ہوئی۔ وضاحت: جامعہ کراچی نے 1956ء میں ملک میں پہلی بار لائبریری سائنس کا باقاعدہ شعبہ قائم کیا، جہاں سے پیشہ ورانہ تربیت یافتہ کتب خانہ دار تیار ہونا شروع ہوئے۔ بعد میں پنجاب یونیورسٹی، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، پشاور یونیورسٹی اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سمیت کئی جامعات نے یہ پروگرام شروع کیے۔ اس تعلیم نے پاکستان کے کتب خانوں کو شوقیہ انتظام سے نکال کر پیشہ ورانہ خطوط پر استوار کیا۔

(9) جدید طباعتی رجحانات

مکمل جملہ: جدید طباعتی رجحانات میں آفسیٹ طباعت اور کمپیوٹر کمپوزنگ کرنے کا رجحان قابلِ ذکر ہے۔ وضاحت: آفسیٹ نے طباعت کو تیز، سستا اور معیاری بنایا جبکہ کمپیوٹر کمپوزنگ نے کمپوزنگ کے مہینوں کے کام کو دنوں میں بدل دیا۔ ان دونوں رجحانات کے ملاپ سے چھوٹے ناشر بھی بڑے ناشروں کے مقابلے کی کتاب تیار کرنے کے قابل ہوئے اور اردو سمیت علاقائی زبانوں کی طباعت میں بھی معیاری انقلاب آیا۔

(10) اوپن یونیورسٹی کے کورسز

مکمل جملہ: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے بھی بی اے کی سطح پر کتب خانہ سائنس اور انفارمیشن سائنس کے کورسوں کا اجراء کیا۔ وضاحت: فاصلاتی نظام کے تحت یہ کورسز ملک کے دور دراز علاقوں کے طلبہ کو کتب خانہ سائنس کی تعلیم گھر بیٹھے فراہم کرتے ہیں۔ یہی کورس 466 بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اوپن یونیورسٹی کے اس اقدام سے اسکولوں، کالجوں اور عوامی کتب خانوں میں کام کرنے والے غیر تربیت یافتہ عملے کو پیشہ ورانہ تعلیم کا موقع ملا، جو فروغِ کتب خانہ کی عملی صورت ہے۔

نتیجہ

ان جملوں کے جوابات پاکستانی تعلیمی اداروں کی تاریخ، بک بینک کے نظام، کتب خانہ سائنس کی تعلیم اور جدید طباعت کے سنگِ میل کو یکجا کر دیتے ہیں۔ طالب علم کے لیے سبق یہ ہے کہ یہ ادارے اور رجحانات محض کتابی حقائق نہیں بلکہ اسی نظام کا حصہ ہیں جس میں وہ خود آج تعلیم حاصل کر رہا ہے۔

سوال نمبر 7: قریبی کالج کتب خانے کا دورہ — تفصیلی مضمون (نمونہ) (10 نمبر)

سوال نمبر 7: اپنے علاقہ میں موجود قریبی کالج کتب خانہ کا دورہ کریں اور اُس پر تفصیلی مضمون لکھیں۔ (10)

تعارف و ہدایت

نوٹ: یہ سوال عملی نوعیت کا ہے؛ ہر طالب علم کو اپنے علاقے کے کالج کتب خانے کا دورہ کر کے وہاں کے مشاہدے پر مضمون لکھنا ہے۔ نیچے دیا گیا مضمون ایک نمونہ (ماڈل) ہے جو ایک فرضی مگر عام پاکستانی ڈگری کالج کتب خانے کے دورے پر لکھا گیا ہے۔ اس میں درج مشاہداتی تفصیلات مثالی / نمونے کی ہیں؛ طالب علم اپنے دورے کی اصل تفصیلات اسی ڈھانچے میں ڈال کر مضمون کو اپنا بنائے۔ مضمون کی ترتیب یہ رکھی گئی ہے: کالج و کتب خانے کا تعارف، عمارت و ماحول، ذخیرہ، تنظیم و درجہ بندی، خدمات، عملہ، مسائل اور تجاویز و اختتام۔

کالج اور کتب خانے کا تعارف

میں نے اپنے علاقے کے سب سے بڑے تعلیمی ادارے، گورنمنٹ ڈگری کالج کے کتب خانے کا دورہ ایک باقاعدہ دن منتخب کر کے کیا۔ کالج میں تقریباً ڈھائی ہزار طلبہ زیرِ تعلیم ہیں اور کتب خانہ کالج کی مرکزی عمارت کے ایک نسبتاً پُرسکون حصے میں واقع ہے۔ کتب خانے میں داخل ہوتے ہی سامنے اجرا کاؤنٹر، دائیں جانب اخبارات و رسائل کا حصہ اور

مرکزی ہال میں کھلی الماریوں میں سجی کتابیں نظر آتی ہیں۔ دروازے کے قریب لگی تختی پر اوقاتِ کار اور قواعد درج تھے، جن سے معلوم ہوا کہ کتب خانہ تدریسی اوقات کے دوران مسلسل کھلا رہتا ہے اور امتحانات کے دنوں میں شام تک توسیع دی جاتی ہے۔

عمارت، فرنیچر اور ماحول

کتب خانے کا ہال کشادہ اور ہوادار ہے، بڑی کھڑکیوں کی وجہ سے قدرتی روشنی وافر آتی ہے۔ مطالعے کے لیے لمبی میزوں کے ساتھ تقریباً ایک سو بیس طلبہ کے بیٹھنے کی گنجائش موجود ہے۔ ایک کونے میں اساتذہ کے لیے الگ مطالعاتی گوشہ اور حوالہ جاتی حصہ بنایا گیا ہے۔ فرنیچر سادہ مگر صاف ستھرا تھا، البتہ بعض کرسیاں پرانی ہو چکی ہیں۔ دیواروں پر اہلِ علم کے اقوال اور نئی کتابوں کی فہرست آویزاں تھی۔ مجموعی ماحول مطالعے کے لیے پُرسکون پایا گیا، البتہ وقتے کے اوقات میں شور قدرے بڑھ جاتا ہے۔

ذخیرہ کتب و دیگر مواد

کتب خانہ دار صاحب سے انٹرویو میں معلوم ہوا کہ کتب خانے میں مجموعی طور پر تقریباً اٹھائیس ہزار کتابیں موجود ہیں، جن میں نصابی کتب کا حصہ سب سے بڑا ہے۔ علومِ اسلامیہ، اردو و انگریزی ادب، تاریخ، سیاسیات اور سائنس کے حصے نسبتاً بھرپور پائے گئے۔ حوالہ جاتی حصے میں لغات، انسائیکلوپیڈیا، اٹلس اور سالنامے موجود ہیں۔ روزانہ تین اخبارات اور آٹھ رسائل آتے ہیں۔ بک بینک کے تحت نصابی کتب کی اضافی نقول الگ سے رکھی گئی ہیں، جن سے مستحق طلبہ استفادہ کرتے ہیں۔ مخطوطات یا نادر کتب کا کوئی خاص حصہ موجود نہیں، البتہ چند پرانی و قیمتی کتابیں الگ شیشے کی الماری میں محفوظ ملیں۔

تنظیم، درجہ بندی اور کیٹلاگ

کتابوں کی تنظیم کے لیے عددی موضوعاتی ترتیب استعمال کی گئی ہے اور ہر کتاب پر نمبر و لیبل لگا ہوا ہے۔ کیٹلاگ کارڈ کی صورت میں موجود ہے، جس میں مصنف اور عنوان کے اندراجات الگ الگ رکھے گئے ہیں۔ اجرائے کتب کا ریکارڈ رجسٹر اور کارڈ کے دوہرے نظام سے رکھا جاتا ہے: طالب علم کو ایک وقت میں دو کتابیں پندرہ دن کے لیے ملتی ہیں

اور کالج کارڈ پر اندراج ہوتا ہے۔ سالانہ گنتی (Stock Verification) کی روایت بھی موجود ہے، جس میں گم شدہ کتب کا ریکارڈ سامنے آتا ہے۔ کمپیوٹرائزیشن ابتدائی مرحلے میں ہے؛ نیا داخلہ رجسٹر کمپیوٹر پر منتقل ہونا شروع ہو چکا ہے۔

خدمات اور عملہ

کتب خانے کی خدمات میں اجرائے کتب، اندرونی مطالعہ، حوالہ جاتی رہنمائی، اخبارات و رسائل کی فراہمی، فوٹو کاپی کی سہولت اور امتحانات کے موسم میں توسیعی اوقات شامل ہیں۔ عملے میں ایک کتب خانہ دار، ایک معاون اور دو چپراسی شامل ہیں۔ کتب خانہ دار صاحبہ تربیت یافتہ اور خندہ پیشانی سے پیش آنے والے پائے گئے؛ انہوں نے طلبہ کے سوالات کے جواب میں بتایا کہ روزانہ اوسطاً دو سو کے قریب طلبہ کتب خانے سے استفادہ کرتے ہیں، جن کی تعداد امتحانات میں دوگنی ہو جاتی ہے۔ نئے طلبہ کو سال کے آغاز میں کتب خانے کا تعارفی دورہ بھی کرایا جاتا ہے۔

مسائل اور تجاویز

مشاہدے میں چند مسائل سامنے آئے: سالانہ بجٹ محدود ہونے کی وجہ سے نئی کتابیں کم آتی ہیں؛ سائنس کے ذخیرے میں پرانے ایڈیشنز زیادہ ہیں؛ نشستیں طلبہ کی تعداد کے مقابلے میں کم پڑ جاتی ہیں؛ اور کمپیوٹر و انٹرنیٹ کی سہولت نہ ہونے کے برابر ہے۔ میری تجاویز یہ ہیں کہ کتب خانے کا بجٹ طلبہ کی تعداد سے جوڑا جائے، ہر مضمون کی نئی کتب کے لیے اساتذہ کی مشاورتی کمیٹی فعال ہو، کیٹلاگ کمپیوٹرائزڈ کر کے آن لائن تلاش کی سہولت دی جائے، مطالعاتی نشستوں میں اضافہ ہو اور بک بینک کے ذخیرے کو ہر سال تازہ کیا جائے۔

AIOU LIBRARY aioulibrary.com

دورے سے حاصل شدہ اسباق

اس دورے نے مجھے ذاتی طور پر تین اسباق دیے۔ پہلا سبق یہ کہ کتب خانے کی قدر اس کی کتابوں کی تعداد سے نہیں بلکہ اس کے قارئین کی تعداد سے ناپی جاتی ہے۔ دوسرا سبق یہ کہ ایک پرجوش کتب خانہ دار محدود وسائل میں بھی حیرت انگیز خدمت کر سکتا ہے، جبکہ وسائل کی فراوانی بے روح انتظام میں بیکار ہو جاتی ہے۔ تیسرا سبق یہ کہ طالب علم کی رائے و تجویز ادارے کی بہتری کا حقیقی ذریعہ ہے، بشرطیکہ وہ مشاہدے پر مبنی ہو۔ میں نے یہ مضمون اسی جذبے سے لکھا ہے کہ یہ محض اسائنمنٹ نہ رہے بلکہ اپنے کالج کے لیے ایک مفید دستاویز بھی بنے۔ طالب علم ساتھیوں کو میرا مشورہ ہے کہ وہ اپنے دورے کے دوران عملے سے ضرور انٹرویو کریں، کیٹلاگ خود استعمال کر کے دیکھیں اور کوئی کتاب جاری کرا کر پورے نظام کا عملی تجربہ حاصل کریں، کیونکہ مشاہدے کی یہی تفصیل مضمون کو زندہ بناتی ہے۔

نتیجہ

اس دورے سے مجھے عملی طور پر سمجھ آیا کہ کالج کتب خانہ کتابوں کے ذخیرے سے بڑھ کر ایک خدمت گار ادارہ ہے، جس کی کامیابی ذخیرے، عملے اور قارئین کے باہمی تعاون پر منحصر ہے۔ محدود وسائل کے باوجود یہ کتب خانہ اپنے طلبہ کی قابلِ قدر خدمت کر رہا ہے۔ طالب علم کی حیثیت سے میرا فرض ہے کہ میں کتب خانے کا باقاعدہ استعمال کروں، کتابوں کی حفاظت کروں اور اپنے ساتھیوں کو بھی اس کی طرف راغب کروں۔